رسالہ "فتوتیہ" یا "فتوت نامہ"

ہ: امیر سید علی ہمدانی، شاہ ہمدان • ترجمہ و تحشیہ :- ڈاکٹر محمد ریاض

...ت یا جوانمردی کے آغاز، ارتقاء اور انحطاط کا[1] خلاصۂ مطالب اس سے قبل چھپ چکا۔
...تیہ" (فارسی) کا یہ اُردو ترجمہ اس موضوع کو مزید واضح کرنے کی خاطر پیش کیا جا رہا ہے۔
...لف نے اپنے ایک شاگرد کی فرمائش پر لکھا اور جیسا کہ دائرۃ المعارف اسلامی کے مرتبین[1]
...تِ اسلامی کے بارے میں تحقیق کرنے والوں[2] نے بجا طور پر اعتراف کیا ہے، یہ رسالہ شیخ سعدیؒ
...اظ میں "بقامت کہتر و بقیمت بہتر" کا مصداق ہے۔ اخلاق، تصوف اور جوانمردی کے موضوع
...ب منفرد رسالہ ہے۔

...رسالے کے مؤلف شاہ ہمدان[3] متوفی ۷۸۶ھ/۱۳۸۴ء ایک باخدا درویش، مبلغ دین، شریعت
...فت پر ترجیح دینے والے عالمِ دین تھے۔ ان کی ساری تالیفات میں دین و دنیا کے تقاضوں کو
...نے کی تعلیم ملتی ہے۔ غرض وہ ایسے بزرگوں میں شامل تھے جن کے بارے میں جناب ڈاکٹر محمد صغیر حسن

ہ ماہنامہ "فکر و نظر" اپریل، مئی ۱۹۷۰ء۔
ہ انگریزی یا فرانسیسی متن (لنڈن/ لیڈن) جلد ۲ صفحہ ۹۶۷ ذیل "اخی - اخیت"۔
ہ ملاحظہ ہو "گروہ ہائے فتوت در کشور ہائے اسلامی" کے عنوان کے تحت آنجہانی پروفیسر فرانتز تیشنر
(م ۱۹۶۷ء) کا مقالہ مجلہ دانشکدہ ادبیات تہران، دی ماہ ۱۳۳۵ھ۔ش۔ ص ۹۳۔
ہ کشمیر اور اُس کے نواح میں ان کی دینی خدمات کی طرف ملاحظہ ہو راقم الحروف کا مقالہ:
MUSLIM NEWS INTERNATIONAL, KARACHI: DECEMBER, 1969

[redacted]

معصومی صاحب نے لکھا ہے: "علماء، صوفیاء و محدثین قرونِ اولیٰ میں، بلکہ بعد کے قرون میں بھی کچھ جدا جدا افراد نہ تھے، نہ ان میں غیریت تھی بلکہ اکثر و بیشتر علماء ہی فقہاء بھی تھے، صوفیاء اور محدثین بھی"۔[۴] رسالۂ فتوتیہ کی ساری تاویلات شاید جالبِ توجہ نہ ہوں، لیکن مؤلف کے ایک ایک لفظ سے خلوص ٹپکتا نظر آتا ہے۔

یہ رسالے کا تقریباً تحت اللفظ ترجمہ ہے؛ مؤلف نے اپنے عصری تقاضوں کے تحت، مرادفات و اسجاع زیادہ لکھے۔ مشائخ اور بزرگانِ تصوف کے القاب میں بھی انھوں نے تطویل سے کام لیا ہے۔ لہٰذا ان حصوں کے ترجمے میں ہمیں کچھ تصرف کرنا پڑا ہے۔ مؤلف نے عربی عبارات کا فارسی ترجمہ پیش کیا تھا۔ ہم نے قرآن مجید کی آیات کے علاوہ، باقی عربی عبارات کا ترجمہ براہِ راست پیش کر دیا ہے۔ حواشی میں مؤلف کے مآخذ کی طرف اشارے کر دیئے گئے ہیں۔ وماتوفیقی الّا باللّٰہ۔ (مترجم)

حمد و ثنا اُس صانعِ مطلق کے لئے سزاوار ہے جو ریاضِ موجودات کو عدم کے ظلمت کدے سے صحرائے وجود میں لے آیا، اور بوستانِ غیب کی کشت زار سے نسلِ انسانی کے نہال کو پیدا کر کے اسے برومند کر رہا ہے۔ اُس کے کرم سے انسان کے ظاہری حسن و جمال کو، ایمان و عرفان کے معنوی حسن سے بہرہ ملا۔ اُس کی مروت و بخشندگی کے خزانوں سے انسان اور دیگر مخلوقات بدونِ طلب مستفیض ہو رہے ہیں۔ "ونفخت فیہ من روحی"[۵] کے تقاضے سے، انسان کو جو روحانی صفات ملیں، ان میں جواں مردی کا جوہر بھی شامل تھا۔ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے ایثار و وفا نے اس جوہر کو خاص طور پہ نمایاں کیا۔ "فتیً یذکرھم یقال لہ ابراھیم"[۶] آپ ابوالفتیان ہیں۔ اور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیّد الفتیان ہیں۔ آپؐ ہی سرورِ کائنات، خلاصہ موجودات، فلکِ فتوت کے نیرِ اعظم، مسندِ رسالت کے سلطان، امامِ انبیاء اور قافلہ سالارِ اصفیاء ہیں۔ آپؐ، آپؐ کے اہلِ بیتؓ اور صحابہ کرامؓ پر درود و سلام ہو۔ مقامِ شکر ہے کہ "فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ"[۷] کے مصداق کے بوستانِ مبارک میں جو نہالِ "جواں مردی" لگائے گئے، ساقیِ کوثر کے توسط سے ان کے اثمار ساری امت کو ملتے رہے ہیں۔

---

[۴] ماہنامہ 'فکر و نظر' اپریل ۱۹۷۰ء صفحہ ۷۴۲۔

[۵] قرآن مجید۔ الحجر: ۲۹، صٓ: ۷۲۔ [۶] الانبیاء: ۶۰۔ [۷] النجم: ۱۰۔

اخیٔ :

توّت" کی اصطلاح "اخیٔ" بہت پہلے سے لوگوں میں رائج رہی مگر کم ہی افراد اس کی
اہ ہوں گے۔ اکثر لوگ ایک دوسرے کو "اخی" پکارتے ہیں مگر یہ ہوا و ہوس کے بندے
فات میں اُلجھتے اور ایک دوسرے سے متنفر ہونے لگتے ہیں۔ تمہاری فرمائش پر، اس
لرز تحریر کے مطابق، میں یہ رسالہ اسی خاطر لکھنے لگا ہوں کہ لوگ اخیت کی روح اور
ہمیت کو سمجھ سکیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس موضوع کی نمایاں باتوں کا یہاں ذکر کر دیں گے۔
ب طریقت نے لفظ "اخی" کو تین معانی و مراتب کے بیان کے لئے استعمال کیا ہے: عام لغوی،
مطلاحی اور اخصّ معنی میں ۔۔ لغت کی رو سے "اخی" "میرے بھائی" کے معنی دیتا ہے۔ عام
نظر میں بھائی وہی ہیں جو ایک ماں باپ سے پیدا ہوئے ہوں۔ عوام اگر دوسروں کو "بھائی"
اس کی حقیقت رسم یا تکیہ کلام سے زیادہ کچھ نہیں ہوتی۔ وہ انہیں غیر ہی جانتے ہیں۔
مانِ دین اور مومنینِ واقعی کے ہاں ایسے لوگ "برادرانِ دینی" کا حکم رکھتے ہیں۔ یہ حضرات
، سے گزر کر مغز تک پہنچے ہوئے ہیں۔ کتاب اللہ اور سنتِ رسولؐ سے استدلال کرنا ان کا
۔ ان کو علم ہے کہ "انما المومنون اخوة" [1] کی حقیقت یہی ہے کہ برادرانِ دینی سے حقیقی بھائیوں سا
ملوک کیا جائے اور یہ لوگ ایسا ہی کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر "اخی" کے تیسرے اصطلاحی و
معنی وہ ہیں جنہیں اربابِ قلوب اور سالکانِ راہِ باری نے اپنا رکھا ہے۔ ان کے نزدیک "اخی"
ے جو اوصافِ فتوّت کا حامل ہو۔ فتوّت یا جوانمردی سالکوں کا ایک مقام اور ولایت کا ایک
ہ ہے۔ اسی خاطر مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے ہاں "اخی" ایک مخصوص اصطلاح بن چکی ہے ــــ
مائخ فتوت" اپنے جس شاگرد یا مرید میں باطن کی اصلاح و تطہیر کے آثار دیکھتے، اُسے "اخی"
نے کی فکر کرتے ہیں۔ ایسے شخص کو ایک مخصوص لباس پہناتے ہیں جسے "خرقۂ فتوت" کہا جاتا ہے۔
اخی" بننے کے امیدوار کے لئے لازم ہے کہ اُس میں سخاوت، عفت، امانت داری، شفقت، حلم،
اضع اور تقویٰ کی صفات جلوہ گر ہوں اور وہ عملی تربیت اور خدمت کے مراحل طے کر چکا ہو۔

---

[1] قرآن مجید۔ الحجرات: ۱۰۔

[redacted]

خرقۂ فتوت کی نمایاں علامتیں کلاہ اور شلوار (سراویل) ہیں۔ کلاہ احترام و وقار کی علامت اور شلوار عفت و پاکدامنی کی مظہر ہے۔ شلوار پوشی، ستر شرعی کا لازمہ بھی ہے۔ عبادات میں مرد کا ستر از ناف تا زانو ہے اور شلوار اس مقام کی ساتر ہے۔ مشہور ہے کہ ابوالفتیان حضرت ابراہیمؑ کو ستر پوشی کی خاطر تاکیدی وحی آئی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے دو شلواریں بنا رکھی تھیں، ایک کو دھلواتے، تو دوسری پہنتے تھے۔ اہلِ فتوت اُسی سنتِ خلیلیؑ پر عمل کرتے ہیں مگر یہ فتوت کی ظاہری صورت ہے۔ فتوت یا جواں مردی، درویشی اور مسلک ایثار کا ایک مقام اور دین و دنیا کے جملہ اُمور پر یکساں عمل کرنے کا نام ہے "اخیت" یہی ہے۔ مگر تمہیں معلوم ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی عالم و فاضل ہو، اگر اُس نے کسی اُستاد سے سند نہ لے رکھی ہو، تو وہ مجازِ فتویٰ نہیں اور اس کی بات کو کوئی اُس وقت تک نہیں مانے گا جب تک وہ کسی ثقہ اُستاد سے مستند نہ ہو، اور اُس کے علم و فضل کی نسبت سینہ بہ سینہ صحابہ کرامؓ، اور اُن حضراتؓ میں سے کسی کے ذریعے رسول اللہؐ سے مربوط نہ ہوتی ہو۔ درویش اور فتوت کا بھی یہی حال ہے۔ اگر کوئی شخص سو برس تک عبادت کرتا رہے، تو بھی اُسے کسی سلسلے سے منسوب ہونا ضروری ہے۔ پس فتوت دار یا اخی کے لئے ضروری ہے کہ وہ بزرگانِ فتوت کے ذریعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے منسوب ہو، اور اس طرح حضرت رسالت مآبؐ سے نسبتی رابطہ پیدا کرنے کی آرزو رکھے۔ مگر تم پوچھو گے کہ یہ فتوت یا جواں مردی ہے کیا؟ اسے بزرگانِ فتوت کی تعریفات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرو۔

فتوت کی تعریف:

۱۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا: جواں مردی یہ ہے کہ آدمی راہِ حق میں استقامت کرتے ہوئے اپنے نفس سے دشمنی برتے۔

۲۔ شیخ حارث بن اسد محاسبیؒ نے فرمایا: جواں مردی یہ ہے کہ تو دوسروں کا حقِ انصاف ادا کرے مگر اپنے حقِ انصاف کی قطعاً پروا نہ کرے۔

۳۔ شیخ فضیل عیاضؒ نے فرمایا: جواں مردی یہ ہے کہ مال و دولت کو راہِ خدا میں خرچ کرے تو مومن و کافر دونوں کی مدد کرے۔ خدائی بخشش کے نمونے سے استفادہ کرتے ہوئے کافر اور دوست و دشمن سب کو نوازنا چاہیئے۔

اسم جنید بغدادیؒ کا قول ہے: جواں مردی بخشش کرنے اور برائی سے بچنے کا نام ہے۔ حت یہ ہے کہ حسبِ استطاعت اپنے وجود کو خیر و احسان کا موجب بنایا جائے اور ں کے ساتھ مل کر یا ان کی بدعملی کی جوابی کارروائی کے طور پر خراب کاموں میں ملوّث ئے۔

ہل بن عبداللہ تستریؒ کا قول ہے: جواں مردی، سنّتِ رسولؐ کے اتباع کا نام ہے۔ زیز، اخی کو چاہیے کہ وہ رسول اللہؐ کی ہر سنّت کی پیروی کرے اور سننِ عظام میں سے نقارتِ دنیا"[1] ہے۔ جو اخی دنیاوی مال و منال کے زخارف سے دل لگالے، وہ آدابِ ردی کو نہیں نباہ سکے گا۔

ان مشائخ، بایزید بسطامیؒ نے فرمایا: جواں مردی یہ ہے کہ تم دوسروں کو عزیز ترین چیزیں ور انھیں معمولی جانو مگر دوسروں سے جو کچھ ادنیٰ سے ادنیٰ بھی ملے، اُسے اہمیت دو۔

خ یحیٰی بن معاذ رازیؒ نے فرمایا: جواں مردی کا ظاہر و باطن تین اوصاف ہیں — حسن وعفت، احت و امانت اور ثروت وفا، ان چیزوں کو متغائر نہ سمجھا جائے اس کی وضاحت یہ ہے کہ اہری حسن و جمال حاصل ہو، تو بھی اسے باطنی اوصاف کا مظہر بنایا جائے اور عفت اختیار کی بائے۔ ظاہر و باطن کے حسن سے "حسن وعفت" غلباتِ روحانی کی علامت اور جمالِ ازلی کے انوار کا عکس نظر آنے لگیں گے۔ شاعر نے اس روحانی تجربے کے بارے میں خوب فرمایا ہے ؎

وکل جمیل حسنہ من جمالہا معار لہ بل حسن کل ملیحۃ[2]

رسول اللہؐ کا یہ ارشاد مبارک کہ "اللہ تعالیٰ خود جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے"۔ ان ہی معانی پر شاہد ہے۔

---

[1] مولانا جلال الدین رومی (م ۶۷۲ھ) نے فرمایا ہے ؎

چیست دنیا؟ از خدا غافل بُدن نے قماش و نقدہ و فرزند و زن

[2] یہ شعر ابن فارض مصری (م ۶۳۲ھ) کا ہے۔ شاہ ہمدان نے شاعر کے خمریہ میمیہ قصیدہ کی شرح بھی لکھی ہے جس کا عنوان "مشارب الاذواق" ہے۔ (مترجم)

[redacted]

"امانت و بلاغت" میں سے ایک رسول اللہؐ کا لقب (امین) اور دوسرا آپؐ کا معجزہ تھا۔ فصاحت و بلاغت کی نعمتِ عظمیٰ کا تشکر ادا کرتے ہوئے آپؐ نے فرمایا تھا "میں عرب و عجم میں افصح ہوں"۔ فصاحت کی قوت سے خدمتِ دین انجام دینا "امانت" کا صحیح استعمال ہے۔ تیسری نعمت "مال" ہے۔ مال و دولت کے ہوتے ہوئے آدمی فکرِ معاش سے آزاد ہو کر عالم معاد کے زادِ راہ کے حصول کی طرف متوجہ ہوتا ہے بشرطیکہ اُسے اس نعمت کا احساس ہو۔ پس جس[11] اخی کو مال و منال کی نعمت نصیب ہو، چاہیئے کہ اس سے دل نہ لگائے۔ اس کی برکت سے آخرت کا زادِ راہ تیار کرے اور اپنے برادرانِ دینی اور دوسرے عام بندگانِ خدا کی مدد کرے۔ یہی "وفا" ہے۔ خلاصہ یہ کہ صوریؔ و معنوی جمال کو باعفت رکھے، فصاحت و بلاغت کی استعداد سے حق گوئی میں امتیاز پیدا کرے، اور مال و دولت کو داد و دہش کا سامان بنائے۔

۸ ۔ شیخ ابو حفص حدادؒ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ مبارکہ میں آنحضرتؐ کو جواں مردی کی تعلیم دی ہے اور ہمیں بھی اس سے پوری رہنمائی حاصل کرنا چاہیئے کہ: خذ العفو و أمر بالعرف و اعرض عن الجٰهلین[12]۔ مقصد یہ کہ دوسروں کی تقصیر معاف کی جائے، بصیرت سے نصیحت کی جائے اور جاہلوں کی باتوں کا جواب جہالت سے نہ دیا جائے۔

۹ ۔ شیخ ابو علی دقاقؒ کا قول ہے: جواں مردی یہ ہے کہ تو لوگوں میں رہے مگر خود کو اجنبی جانے۔ یہ دین و دنیا کو برتنے کی تعلیم ہے۔ اخی کو چاہیئے کہ وہ لوگوں سے آمیزگار ہو، احسان و نیکی کا عملی نمونہ دے بلکہ تعلق باللہ سے غافل نہ ہو۔

۱۰ ۔ شیخ ابو الحسن احمد نوریؒ نے فرمایا: جواں مردی یہ ہے کہ مشکلات و موانع کا مقابلہ کیا جائے اور

---

[11] یہاں جن یازدہ گانہ اقوال کو نقل کیا گیا، ان کے مآخذ کسی قدر اختلاف اور پس و پیش کے ساتھ مندرجہ ذیل ہیں:۔ طبقات الصوفیہ السلمی ص ۱۱۸، اسرار التوحید فی مقامات ابی سعید ص ۵۷، رسالہ قشیریہ ص ۱۰۳-۱۰۴، تذکرۃ الاولیاء از عطارؒ جلد اوّل ص ۲۳۸، کتاب الفتوۃ لابن المعمار الحنبلی ص ۱۲ اور نفائس الفنون فی عرائس العیون جلد اوّل ص ۱۱۵ -

[12] قرآن مجید - الاعراف: ۱۹۹ -

یلے میں اخی کسی کا شاکی نہ ہو ۔ ہم ان دس[12] بزرگوں کی تعریف پر اکتفا کر رہے ہیں۔ دوسرے
ؤں کی بیان کردہ تعریف کا ذکر بات کو طویل بنا دے گا۔ یہ سب تعریفیں صحیح ہیں اس لئے کہ ہر
نے جواں مردوں یا اخیان کی کسی نہ کسی صفت کو بیان کیا ہے۔ اس ضمن میں جواں مردی کے
حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا ایک قول نقل کر دیا جائے۔ اس تعریف میں "اخی" کی جملہ
ت کا عکس موجود ہے کہ "جواں مردی کے چار ارکان ہیں۔ طاقت ہونے کے باوجود درگزر
ف کر دینا، غصے میں تحمل برتنا، دشمن کا بھی بھلا چاہنا اور اپنی احتیاجات کے ہوتے ہوئے
دوسروں کی خاطر ایثار کرنا۔"

ے مردی اور حقوق العباد :

و تعریفات کی روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے کہ جواں مردی کے آداب و اوصاف بیشتر
ادسے مربوط ہیں اور اس لحاظ سے یہ عملی اخلاق کا مسلک بن جاتا ہے۔ نبی اکرمؐ نے فرمایا
کوئی مومن اپنے کسی بھائی کی حاجت روائی میں مصروف ہو تو اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت برآری
ۓ صحاح شریف میں ارشاد رسولؐ ہے: تمام مخلوق خدا تعالیٰ کا کنبہ ہے اور خدا کا محبوب
س کے کنبے کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچاتا ہو۔ پس ثابت ہوا کہ حقوق العباد ادا کرنے
تاکید ہے۔

رہ ہائے انسانی[14]

ے عزیز، دنیا میں دو طرح[15] کے لوگ ہیں: درگاہ خداوندی کے مقبول اور راندۂ درگاہ۔
رگاہ افراد اہلِ شقاوت اور اہلِ خسارت دو گروہوں پر مشتمل ہیں۔ اہلِ شقاوت (بدبخت)

حظہ ہو حاشیہ ۴۶ جس میں ان صوفیاء کے حالاتِ زندگی کے "ماخذ" مندرج ہیں (مترجم)
روہ ہائے انسانی کی یہ تقسیم کئی کتابوں میں مذکور ہے۔ سعادت و شقاوت کی بحث کے سلسلہ
یں ملاحظہ ہو: ہفتاد و سہ ملت (تہران) ص ۲۴ (مترجم)
شاہ ہمدان اسی طرح دو دو کر کے مختلف گروہوں کا ذکر کرتے ہیں۔ غور طلب بات یہ ہے
ہ بعد میں ذکر کئے جانے والے گروہ کی شرح پہلے کرتے ہیں، اور پھر پہلے کی۔

وہ ہیں جن کے لئے تقدیر ازلی کے کاتب نے " ءا نذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون[16] " کے مطابق ابدی حرمان و بدبختی کی مہر لگادی ہے ۔ اپنی بداعمالی کی بنا پر ان کے قلوب زنگ آلود ہو چکے ، اور آفتابِ توحید کی ضیا پاشیوں سے ان کا ظلمت کدہ روشن نہیں ہو سکتا ۔ یہ " کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون[17] " کے مصداق ہیں ۔ شرک و گمراہی نے انہیں کور باطن بنادیا اور یہ بے بصیرت نورِ ایمان کو دیکھ نہیں سکتے کہ " فانھا لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب[18] " ۔ اہلِ شقاوت " طلبِ نجات سے بے رغبت اور اللہ کے الطاف و اکرام کی بارش سے بے نصیب ہیں یہ ایسے مُردے ہیں جنہیں ابدی راحتوں والی دوسری حیات سے نومیدی ہے ۔ ان کی شقاوت کی طرف قرآن مجید میں یوں ارشاد آیا ہے کہ " اموات غیر احیاء[19] " یہ کفار ہیں ۔

" اہلِ خسارت " گمراہ افراد ہیں ۔ انھوں نے نفسِ رحمانی کو حیوانی صفات کے ظلمت کدے میں محبوس کر رکھا ہے ۔ بفحوائے " أرأیت من اتخذ الٰہہ ھوٰہ[20] " یہ ہوا و ہوس کے غلام ہیں جو روحانی انوار کے مکاشفات، عالمِ لاہوتی کی برکات اور جبروتی حقائق کے جواہر سے عاری ہیں ۔ یہ لوگ آباء و اجداد کی اندھی تقلید پر قانع ہیں کہ " انا وجدنا آباءنا علی امۃ[21] " اور یہ ان کی جہالت کی دلیل ہے " ذلک مبلغھم من العلم[22] " ۔

جس پہلے گروہ ۔ درگاہ خداوندی کے مقبول افراد کا ہم نے نام لیا تھا ، اُس کی بھی دو قسمیں ہیں ؛ اَبرار اور مقربین ۔ " مقربین " وہ ہیں جو کوچۂ طریقت کے شاہسوار اور میدانِ حقیقت کے مرد ہیں ۔ یہ مرکب زمان و مکان کے راکب اور توسنِ عقل کے سوار ہیں ۔ انہوں نے ہوا و ہوس کے لشکروں کو شکست دے دی ، شہوت کی منہ زوری کو کچل دیا ، اور فنا فی اللہ سے باقی باللہ کی منزل میں جاگزیں ہو چکے ہیں ۔ یہ سعادت مند " یحبھم[23] " کی جان فزا نسیم محبت سے لذت گیر ہیں ۔ ان کا وجود فیوض و میامن کا مرکز ہے ۔ ان مبارزانِ ہوا کی طرف سب کی توجہ ہے ۔ عالمِ ملکوت کے ساکن بھی ان کے ریاض فیوض کی طرف

---

[16] قرآن مجید ۔ البقرہ : ۶ ۔ [17] المطففین : ۱۴ ۔ [18] الحج : ۴۶ ۔
[19] النحل : ۲۱ ۔ [20] الفرقان : ۴۳ ۔ [21] زخرف : ۲۲ ۔
[22] النجم : ۳۰ ۔ [23] المائدہ : ۵۴ ۔

ے شاعر نے گویا ان ہی کی صفات کو نظم کر دیا ہے ؎

بحر کآتشِ دردم رہِ بالا گیرد　　ساق عرش و فلک و گنبد خضرا گیرد
د مجلس و تسبیح ملک گرم کند　　نور او مملکت عالمِ بالا گیرد
از عالم علوی ہمہ والا ست ملک　　ہمت عاشق بالاتر بالا گیرد
ر دارد ازین سوزِ تو ہر بے بصری؟　　صدقِ موسیٰؑ نہ عصا، بل یدِ بیضا گیرد
ملامت گرِ ما، بادِ مپیما، از آنک　　ریو و نیرنگِ تو ہیہات کہ در ما گیرد
. دردم چون ازین طارم مینا گذرد　　قوت و قوّت ہمہ از نورِ تجلّی گیرد
ہیج طمعی، نزہتِ کوثر شنود　　نہ بدستِ طلبی، طرّۂ طوبیٰ گیرد
روا کے بود آخر کہ بہ ہنگام "ظفر"[24]　　دستِ مجنون بجز از دامن لیلیٰ گیرد

ابرار" بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک گروہ کی توجہ حقوق العباد کی طرف ہے اور دوسرا گروہ دریاضیات میں محو ہے (ذاکرین اللہ)۔ ذاکروں کی بھی دو جماعتیں ہیں۔ ایک جماعت "عرفا" ہے۔ یہ افرادِ سبحانی، شرابِ ازلی میں مست اور اسرارِ ملکوتی کے مطالعہ میں مستغرق ہیں۔ یہ والہانہ عبادات و ریاضیات میں اس طرح مصروف ہیں کہ دریائے وحدت میں غواصی کرتے اور اسرار ، جستجو میں ہمہ تن مجذوب نظر آتے ہیں۔ ان کی دوسری جماعت "زاہدین" کہلاتی ہے۔ یہ لوگ ال و منال کے فتنوں سے ترساں اور جاہ و جلال کے زخارف سے گریزاں ہیں۔ یہ عالم علوی سگائے ہوئے لوگ ہیں جنہیں فقر و فاقہ میں گزر اوقات کرنے میں لذت ملتی ہے۔ یہ لوگ دیکھنے لی سہی، ان کے نفوس براق اور عواطف خانہ زاد ہیں ؎

آنہا کہ پا در رہِ مولیٰ نہادہ اند　　گام نخست بر سرِ دنیا نہادہ اند[25]

ظفر" سے مراد کافی ظفر ہمدانی ہیں۔ وہ سلطان معین الدین ملک شاہ بن محمود بن محمد بن ملک شاہ کا معاصر رہا ہے۔ معین الدین ملک شاہ نے صرف دو سال حکومت کی ہے (۵۴۷-۵۴۸ھ)۔ ملاحظہ ہو: بزرگان و سخن سرایانِ ہمدان ج ۱ ص ۱۰۲ تا ۱۰۶۔

، یہ پانچ اشعار شیخ فریدالدین عطّار (م ۶۱۸ھ) کی ایک معروف غزل میں سے ہیں۔ دیوانِ عطار (طبع سوم، تہران)، ص ۲۵۰۔

آوردہ اند پشت برین آشیانِ دیو | پس چون فرشتہ رد، بعقبیٰ نہادہ اند
آن طوطیان رہ چو قدم برگرفتہ اند | "طوبیٰ لھم"[۲۶] کہ بر سرِ طوبیٰ نہادہ اند
زادِ رہ و ذخیرۂ این وادیِ مہیب | در طشت سر بریدہ چو یحییٰ[۲۷] نہادہ اند
اوّل بزیر پائے سگان خوار گشتہ اند | آخر چو باد، سر سوئے مولیٰ نہادہ اند

البتہ "ابرار" کی پہلی قسم ان افراد پر مشتمل ہے جو حقوق العباد ادا کرنے میں سرگرم رہتے ہیں۔ اسی گروہ کو فتیان، اخیان یا جوان مردوں کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے آرام و آسائش کی پروا نہیں کرتے۔ دوسروں کی خاطر ایثار کرنا اس گروہ کا شیوہ ہے "اخی" کہلانے والے یہ افراد واجب عبادات کی ادائیگی کے بعد خلقِ خدا کو آسائشیں فراہم کرنے میں مصروف رہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ ان کے یہ کام بھی داخلِ عبادت ہیں۔

عبادات کے اقسام اور درجات:

میرے عزیز، عقبیٰ کی سعادت اور درجاتِ عالی ان لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں جو عمر بھر ان کی خاطر کوشاں رہتے ہیں، "وان لیس للانسان الّا ما سعیٰ"[۲۸]۔ عبادات، طاعات اور ریاضات کی جملہ صورتیں قلبی، بدنی یا مالی ہیں۔ قلبی طاعات و عبادات کی مثال توحید، توکّل، صبر، شکر، تسلیم، تفویض، صدق، اخلاص، یقین اور محبت نیز معرفت کی معنویت سے لو لگانا ہے۔ صاحبانِ دل کو یہ سب مکاشفات

۲۶؎ قرآن مجید۔ الرعد: ۲۹۔

۲۷؎ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر قلم کئے جانے کی طرف اشارہ ہے۔ عطّار نے منطق الطیر (ص ۳ تصحیح ڈاکٹر گوہرین) میں بھی فرمایا ہے ؎

بازیحییٰؑ را نگر در پیش جمع | زاد سر بریدہ در طشتی چو شمع

یہ قصہ اسرائیلیات میں مذکور ہے ملاحظہ ہو، حیات القلوب مجلسی ج ۱ ص ۲۷۶، اور مجلہ معارفِ اسلامی، تہران، شمارہ ۱۔ شہریور ماہ ۱۳۴۵ ھ۔ ش۔ قرآن مجید میں حضرت یحییٰؑ، حضرت عیسیٰؑ کے مبشر مذکور ہوئے ہیں۔ دیکھئے سورہ آلِ عمران، مریم اور الانبیاء۔ (مترجم)

۲۸؎ قرآن مجید۔ النجم: ۳۹۔

ت میسّر ہیں مگر ان کی خاطر قلب کے انجلا کی ضرورت پڑتی ہے۔ بدنی طاعات دو طرح کی
ہا تعلق رضائے باری کے حصول کی خاطر واجب عبادات کے انجام دینے سے ہے مثلاً
وزہ وغیرہ۔ دوسری قسم یہ ہے کہ مخلوقِ خداوندی کے رفاہ و آرام کی خاطر اپنے تن، من
لی پروا نہ کی جائے۔

ے عزیز، عبادات فرض ہیں مگر ان کا حقیقی فائدہ "اربابِ قلوب" کو ہی ملتا ہے۔ غفلت
ات انجام دیتے نظر آتے ہیں مگر نماز اور روزے وغیرہ سے ان کے باطن پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔
دات جسدِ بے روح کی مانند ہوتی ہیں مگر ان عبادات کی بنا پر ہی وہ زمرۂ مسلمین میں داخل
ن کی حیثیت برادرانِ دینی کی ہے۔ معاشرہ کے اربابِ حل و عقد کا فرض ہے کہ ان کے جان و
ظت کا بندوبست کریں مگر یہ حقیقت ہے کہ تغافل پیشہ افراد، خصوصاً نشۂ دولت میں
ئوں کی عبادات بے حضور و سرور ہی ہوتی ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔ شیخ بشر بن حارث حافی رح
ۓ فرمایا تھا: اکثر امراء کی عبادات گھورے کے سبزہ کی مانند ہیں۔ دور سے دیکھو تو درختوں
، خاطر کھنچے چلے آؤ مگر قریب پہنچو تو وہاں کی بدبو سے دور بھاگو۔ کہتے ہیں کہ حضرت داؤد ؑ
تھی: اے داؤد ؑ! غفلت مآب امراء سے کہہ دو کہ غفلت و لاپروائی کے عالم میں ہمیں یاد
۔ ہمارے ہاں ان ریا آمیز اور بے توجہ عبادات کا صلہ، نفرین کی صورت میں ملتا ہے اور بس۔
ز، نماز ادا کرو مگر اسے آسان نہ جانو[29]۔ اس کی ظاہری صورت تو قیام، رکوع، سجدہ اور
مگر اس کے حقائق و باطنی فوائد سے بہرہ مند ہونا ہر کسی کا کام نہیں ہے۔

ے دل کی "نماز"

ضور نماز ان کی ہے جو نماز کی نیت کرتے وقت دنیا و مافیہا کے تفکرات سے آزاد ہو کر یکسوئی
ۓ ہوئے، وضو کرتے وقت رجوع الی اللہ سے بہرہ مند، کلّی کرنے میں ذکرِ الٰہی کی حلاوت
گیر، ناک میں پانی ڈالتے وقت ذمائمِ اخلاق مثلاً عُجب، غرور، حرص اور بخل وغیرہ کو
، معرفت کے آبِ حیات سے منہ اور توکّل کے آبِ زلال سے کہنیاں دھوتے، کسرِ نفسی

وائے ڈرنے والوں کے، دوسروں پر نماز گراں ہے۔" (قرآن مجید۔ البقرہ: ۴۵)

تواضع اور نرمی سے سر کا اور کلام الٰہی کا نغمۂ سروش سنتے ہوئے کان کا مسح کرتے، صدق و اخلا
راہ پر ثابت قدمی سے چلنے کی طلب و آرزو میں پاؤں دھوتے، کونین میں صدق وصفا و اخلا
برتنے کے جذبے کے ساتھ قیام کرتے اور کعبۃ اللہ کی طرف رُخ کرتے وقت دل کو کعبۂ حقیقی
طرف موڑتے ہوئے پکارتے ہیں: انی ذاھب الیٰ ربی سیھدین[۱۳۰]؛ وہ اللہ اکبر کہتے وقت
کے ہر ذرہ کو آفتاب کبریا سے مستنیر دیکھتے، سبحنک اللّٰھم کے ورد میں کونین کی ہر چیز کو تسبیح
تہلیل میں مصروف پاتے، ' لا الہ غیرک ' میں انہیں عوارض و تعینات کے خس و خاشاک خاک
بنے نظر آتے اور بسم اللہ پڑھنے میں انہیں عاشقانِ باری کے سرود سنائی دیتے ہیں۔ الحمد لل
پڑھنے میں انہیں افضال و انعام باری کا فیضان ساری کائنات میں نظر آتا ہے۔ وہ کارکنانِ قضا و
کو ' رب العالمین ' کے زیرِ فرمان اہلِ جہان کی خدمت میں مصروف دیکھتے اور دریائے رحمت
گناہ گاروں کے گناہ دھوڈالنے میں موجزن مشاہدہ کرتے ہیں۔ "الرحمٰن الرحیم" کے سامنے اپنے و
موہوم کو ہیچ سمجھتے اور دریائے وحدت کے ورطے میں غوطہ زن ہو کر " ملک یوم الدین" کی حقیق
سمجھتے ہیں۔ اُس وقت وہ حقیقی اقرار عبودیت کرتے، اور " ایاک نعبد" کے پختہ وعدہ پر کمر ہمت
باندھتے ہیں۔ اس مشکل کام میں وہ استمداد کی خاطر " ایاک نستعین" پکارتے ہیں۔ یہ وہ نمازی ہ
جو عالمِ ملکوت کے پردوں پر نظر رکھتے ہوئے بھی " اھدنا الصراط المستقیم" پڑھتے اور گذشت
سعادت مندوں کی راہ پر چلنے کی تمنا کرتے ہیں کہ " صراط الذین انعمت علیھم"۔ وہ نفس اور شیطا
کے فتنوں اور کفر و ضلالت کی دست درازیوں سے خدا کی پناہ مانگتے ہیں کہ " غیر المغضوب علیھ
ولا الضالین"۔ اسی معنی خیز رقت اور خضوع و خشوع کے ساتھ وہ قرأت کرتے، التحیات، درو
شریف اور دعائیں پڑھ کر نماز ادا کرتے ہیں[۱۳۱]۔ ایسی نماز برائیوں سے بچاتی اور ان تقویٰ شعار حضر
کو کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے۔ میرے عزیز، ایسی نمازیں اتقیاء، عرفاء اور محققانِ دین کا خاصہ

---

۱۳۰ قرآن مجید۔ الصّٰفّٰت: ۹۹۔

۱۳۱ یہاں تک مؤلف نے سارے ارکانِ نماز کو ادا کرنے اور اہلِ دل کی طرف سے اس عبارت :
خاطر خواہ روحانی فوائد حاصل کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ (مترجم)

...ات کو فقراءالی اللہ کہتے ہیں۔ یہ رضائے خداوندی پہ صابر و شاکر ہیں اور ارشادِ رسول ؐ ہے:
...الی اللہ کی ایک رکعت نماز، مغرور امراء کی دائمی نمازوں سے زیادہ معنی خیز ہے۔ شاعر کی
...میں ہے[۳۲] ؎

پاک بازانے کہ درویش آمدند — ہر نفس در محو خود بیش آمدند
ہر کہ در سحر محبت بندہ شد — تا ابد ہم محرم و ہم زندہ شد
عالمے زیر و زبر گردد تمام — تا یکے اسرار دین گردد تمام
ہر کہ مستِ عالم عرفان بود — بر ہمہ خلقِ جہان سلطان بود
ملک این را دان و دولت این ثمر — ذرۂ از عالمِ دین این ثمر
گر شوی قانع بہ مِلکِ این جہان — تا ابد ضائع بمانی جاودان
گر بیا بندے مُلوکِ روزگار — ذوقِ یک شب زبحر بے کنار
جملہ در ماتم نشستندے ز درد — روئے یکدیگر ندیدندے ز درد

میرے عزیز، اصفیاء و اولیاء کی عبادات اور ہیں اور عوام کی اور۔ تو بہرحال عبادات میں لگا رہ
...ز"ابرار" کے پہلے گروہ میں شامل ہونے کی خاطر بندگانِ خدا کی مدد و اعانت کو بھی اپنا شیوہ بنا۔ اگر
...ئی میدانِ ولایت کے شاہسواروں کا ساتھ نہ دے سکے تو "اصحابِ یمین[۳۳]" یعنی صاحبانِ فتوت میں
شامل ہونے کی کوشش تو کرے۔ اگر تم ایسا کروگے تو تمہاری عام عبادات رنگ لائیں گی۔ تم انشاءاللہ
...ہلِ شقاوت و اہلِ خسارت سے جدا ہو جاؤ گے اور درکاتِ جہنم کی میزان سے نجات پالوگے۔ میرے
عزیز، "اصحابِ جوانمردی" میں شامل ہونے کی قدر کرو، اور فرصت کو غنیمت جانو کہ ؎

---

[۳۲] یہاں مثنوی سے شیخ عطار نیشاپوری کی مثنوی 'منطق الطیر' مراد ہے۔ شاہ ہمدان کو اس کتاب سے خاص ارادت تھی۔ انھوں نے اس کتاب کا ایک خلاصہ تیار کیا تھا 'اختیاراتِ منطق الطیر' جو اصل کا تقریباً ½ ہے اور اُس کا ایک مخطوطہ تہران یونیورسٹی کے مرکزی کتب خانے میں موجود ہے۔ (مترجم)

[۳۳] مستفاد از المدثر: ۳۷-۳۹۔ قرآن مجید۔

بشتاب کہ راحت از جہان رفت　　آہستہ مران کہ کاروان رفت
این صورت اژدھائے خونخوار　　درگرد تو حلقہ الیست چون مار
گر در نگری بہ فرق و پایت　　در حلقۂ اژدہاست جایت
بگذر گہ جہان کہ اژدہا خوست　　آن پیر زن است و اژدہا اوست
با خاک ترک سمر جوئی　　گوئی کہ "بگوئم" و نگوئی
در حبس گہ جہانی آخر　　رہ جوے، کہ راہ دانی آخر
بالائے فلک ولایتِ تست　　ہستی ہمہ در حمایتِ تست
بر پایۂ قدر خویش، نہ پاے　　تا برسر آسمان کنی جاے
این رہ بہ وفا بسر توان کرد　　جان زد بصفا بدر توان کرد
از سیل چو کوہ سر مگردان　　سیلی خور و روے بر مگردان
خاکِ تو شدہ، جہانِ ہستی　　چون خاک مکن جہاں پرستی
دائم بتو بر جہاں نماند　　چیزے میرست کآں نماند

دنیائے رنگا رنگ میں اتحادِ مومنان:

میرے عزیز، دنیا اُس کاروان سرا کی مانند ہے جو صحرائے بے پایاں میں واقع ہو[۳۴]۔ آغازِ تکوین سے لے کر ابدالآباد تک انسانی قافلے اس کاروان سرائے میں آتے اور گزرتے جائیں گے۔ یوں کہو کہ یہ ایک امتحان گاہ[۳۵] ہے جہاں لوگ زادِ راہ حاصل کرنے جمع ہوتے ہیں۔ کچھ سعادت مند سفر کا برگ و ساز تیار کر کے اور باقی بدبخت خالی ہاتھ ہی رخصت ہو جاتے ہیں۔ بے زادِ راہ مسافرانِ آخرت عذابِ الٰہی کے حصار میں گھرے رہتے ہیں۔ مسافرانِ صحرائے دنیا کی کیفیت بھی مختلف ہے۔
کچھ ظاہراً توانا مگر باطناً کمزور ہیں۔ بعض اس کے برعکس باطنی طور پر قوی ہیں مگر ظاہری لحاظ

ــــہ یعنی "ترک بگوئم"۔

۳۴ ایسی ہی مثالیں امام غزالی (م ۵۰۵ھ) کی کیمیائے سعادت میں موجود ہیں۔

۳۵ مستفاد از: الملک آیہ دوم۔

بچھ ایسے ہیں کہ ظاہراً اور باطناً توانا ہیں یا اس کے برعکس۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم۔[۳۵]
ے مراتب تخلیق بڑے حکمت آمیز ہیں۔ دنیائے رنگارنگ اور افراد کے صوری اور معنوی فرق
کمت یہ ہے کہ نظامِ کائنات چلتا رہے۔ لوگوں کو ایک دوسرے کا ممد و معاون بننے کی اسی
ین کی گئی ہے۔ حدیثِ نبویؐ میں آیا ہے؛
ومن ایک عمارت کی اینٹوں کی مانند ہیں۔ ہر اینٹ دوسری کو سہارا دیتی ہے۔[۳۶]
ے عزیز، جو ایمان کا دعوے دار ہو، اُسے چاہیئے کہ دوسروں کی مدد کرے اور ان سے
عاون کرتا ہے۔ اپنے برادرانِ دینی کی مشکلات محسوس کرے اور ان کے بارِ تکالیف کو
ی کرنے کی کوشش کرے، ایسے شخص نے "انما المؤمنون اخوۃ" کی ہدایت پر عمل کرنا شروع
ہے، اور جوان مردی یہی ہے ؎

اے چون الف عاشقِ بالائے خویش — الفِ تو با وحشت و سودائے خویش[۳۷]
فارغ ازین مرکزِ خورشید گرد — غافل ازین دائرۂ لاجورد
بر سرِ کار آ، چرا خفتہ ای؟ — کار چنان کن کہ پذیرفتہ ای
مست چہ خسپی کہ کمین کردہ اند — کارشناسان نہ چنین کردہ اند
بارِ عنا کش نہ شبِ قیر گون — ہر چہ عنا بیش، عنایت فزون
ز اہلِ نظر ہر کہ بجائے رسید — بیشتر از راہِ عنائے رسید
تزلِ عنا، عافیتِ انبیاست — وانکہ ترا عافیت آید بلاست
از پے صاحب خبر آنست کار — بے خبران را چہ غم از روزگار؟
صحبتِ نیکان ز جہان دور شد — خوانِ عسل خانۂ زنبور شد
معرفت از آدمیان بردہ اند — آدمیان را از میان بردہ اند
سایۂ کس، فترِ ہمائی نداد — صحبتِ کس، بوئے وفائی نداد

---

۳۵ قرآن مجید۔ الانعام: ۹۶۔ یٰس: ۳۸۔
۳۷ یہ اشعار حکیم نظامی گنجوی (م تقریباً ۶۱۴ھ) کی مثنوی مخزن الاسرار سے ہیں۔

صحبتِ گیتی کہ تمنا کند؟ با کہ کرد کہ با ما کند؟
نا آمدنِ مرگ شماسے بکن میرسدت دست، حصاسے بکن

میرے عزیز، صوری توانائی کی نعمت کی قدر سے چاہیئے تھا کہ دعویدارانِ اسلام ابدی سعادت حاصل کرتے اور نجات کے طالب بنتے مگر اکثر تغافل شعار اور گمراہ ایسی قوتوں کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ یہ لوگ نفسانی لذّات میں مگن رہتے اور نام ونمود کی خاطر وقت کا ضیاع کرتے ہیں برادرانِ دینی کی انہیں پروا نہیں اور بے زادِ راہ سفرِ آخرت پر نکلتے ہیں؛ "یعلمون ظاھرًا من الحیوٰۃ الدنیا وھم عن الآخرۃ ھم غافلون"[۳۸]۔ اور "نسوا اللہ فنسیھم"[۳۹] کے مصداق یہی لوگ ہیں۔ یہ ریاکار اور ظاہر پرست افراد چونکہ یادِ خدا سے غافل ہیں اسی لئے رحمتِ خداوندی سے محروم رہ کر جہنّم کے درکاتِ اسفل کا لقمہ بنیں گے۔

اوصافِ اخی یا فتیٰ:

میرے عزیز، سعادت مند افراد اپنی صلاحیتوں سے صحیح کام لیتے اور اپنے مقصدِ آفرینش کو پیشِ نظر رکھتے ہیں، یہ حقوق العباد کی خاطر مال تو خرچ کرتے ہی ہیں، ضرورت پڑنے پر جان کی بھی پروا نہیں کرتے کہ، "ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسھم و اموالھم بانّ لھم الجنّۃ"[۴۰]، یہ افراد صاحبانِ خیر و برکت ہیں اور ان کا وجود عیال اللہ کے لئے سراپا رحمت ہے۔ غفلت شعاروں نے "انما المؤمنون اخوۃ" کے اسرار و رموز کو بھلا دیا تھا۔ اور یہ ان آداب کو دوبارہ زندہ کر رہے ہیں۔ یہی ارباب الفتوۃ یا جواں مرد ہیں جو عام طور پر ایک دوسرے کو 'اخی' کہتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا 'اخی' کی خاطر ضروری ہے کہ وہ سلسلۂ فتوّت میں کسی سے بیعت ہو اور اپنی نسبت حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے ملائے، ورنہ اس کا دعویٰ جواں مردی بے معنی ہو گا ؎

زین خرابی گر تو مے خواہی کہ آبادے شوی جہد کن تا بندۂ فرمانِ آزادے شوی[۴۱]
در دلِ پُر نور مردے جاے گیر و غم مخور کز دلِ شادانِ او ناگاہ دل شادے شوی

---

[۳۸] قرآن مجید۔ الروم: ۷۔ [۳۹] التوبۃ: ۶۷۔ [۴۰] ایضاً: ۱۱۱۔
[۴۱] یہ اشعار بظاہر مؤلف کے ہی معلوم ہوتے ہیں۔ (مترجم)

استادانِ عشق است اینکہ در بازارِ عشق — چونکہ شاگردی کنی، ناگاہ استادے شوی
بنہ از اسرارِ استادانِ عشق آباد کن — تا جہانِ عشق را ناگاہ بنیادے شوی
ہستی در چہ ہمہ عالم کہنہ زادِ جہان — در دبیرستانِ او باید کہ نوزادے شوی
ماطرِ عاشقان چون کوہ ثابت کن قدم — در نہ اندر راہِ شان چو کاہ برباد ے شوی

ے عزیز! اخی وہ ہے جو مکارمِ اخلاق کا اس طرح حامل ہو کہ:
کے خصائل پسندیدہ ہوں، بوڑھوں کا احترام کرے، جوانوں کو نصیحت کرتا ہے۔ بچوں پر
درکمزوروں پر رحم کرے۔ دوستوں کے ساتھ بذل و سخاوت برتے، علمائے دین کا وقار ملحوظ
لموں سے عداوت برتے، فاسق و فاجر لوگوں کو کھری کھری سنائے۔ مخلوقِ خدا پر احسان و
بارش جاری رکھے، اور اپنی اس توفیق پر خدا کے آگے انکساری و عاجزی دکھائے۔ اخی دوستی
برتے مگر اپنے نفس نیز ہوا و ہوس اور شیطان کے خلاف جنگ کرے۔ دشمنوں کے مقابلے میں
معائب و آلام میں صابر، رحمتِ خداوندی کا امیدوار اور ہر حال میں شاکر ہو۔ اپنے عیوبِ
ِ نظر رکھے اور دوسروں کے عیوب بیان کرنے سے ساکت رہے۔ دوسروں کے غم دیکھ کر اُسے رنج ہو،
ی خوشی سے خوشی۔ وہ تقدیراتِ ازلی پر راضی ہو۔ بدعات فی الدّین سے بچے اور شریعت کے مسلّمات
سخ العقیدہ ہو۔ راہِ طریقت میں ثابت قدم اور بدنامی کے کاموں سے دور بھاگنے والا ہو۔ عذابِ الٰہی
ف اور نجات کا طالب ہو۔ اہلِ غفلت سے دور رہے الاّ یہ کہ ان کو نصیحت کرنا ہو۔ وہ اپنے احباب
شینوں کو شفقت سے سمجھائے اور دوسروں کی دل آزاری سے محترز رہے۔ وہ اپنے سارے اعمال کا
بہ کرنے والا اور روزِ قیامت کی ہولناکیوں سے پناہ مانگنے والا ہو۔ خلاصہ "اخی" وہ ہے جو دین
م کی تعلیمات پر عامل اور اپنے اور دوسروں کے فائدے کا کام کرتا ہے، اُس کے کام ایسے ہوتے
ن سے زندگی میں کامیابی اور بعد از مرگ دامنِ ایزدی میں باعزت پناہ ملے۔

مرد باید تشنہ و بے خورد و خواب — تشنۂ کو تا ابد نرسد بآب [۴۲]
ہر کہ زین شیوۂ سخن بوئے نیافت — از طریقِ عاشقان موئے نیافت

---

[۱] یہ اشعار بھی شیخ عطار کی مثنوی منطق الطیر سے ہیں۔

بندہ را گر نیست زادِ راہ ہیچ — می نباید بہ ز اشک و آہ ہیچ
ہر کہ در دریائے اشکش حاصل است — گو بیا کو در خورِ این منزل است
یارب اشک و آہ بسیاریم ہست — گر ندارم ہیچ ، باز نیم ہست
اے ہمہ تو ، ناگزیرِ من تو باش — اُو فتادم دستگیرِ من تو باش
ماندہ ام در حبس و زندان پابست — در چنین حبسم ، کہ گیرد جز تو دست؟
گرچہ بس آلودہ در راہِ آمدم — عفو کن کز حبس وز چاہ آمدم
باد در کف خاک درگاہ توام — بندہ و زندانی چاہِ توام
روئے آں دارم کہ نفروشی مرا — خلعتے از فضل در پوشی مرا
زین ہمہ آلودگی پاکم کنی — در مسلمانی فراخاکم کنی
یارب آن دم یاریم دہ یک نفس — کان دمم جز تو نباشد ہیچکس
در دم آخر خریدارم کن — یارِ بے یاران توئی ، یاریم کن
چوں بخاک آرم ، من سرگشتہ روئے — ہیچ بار دیم میار از ہیچ سوئے

عزیزِ من ، یہ "اخی" یا "جوان مرد" کے چند اوصافِ حمیدہ ہیں جنہیں ہم نے مشائخ طریقت سے سنا ، اربابِ فتوت کو ان پر عمل کرتے دیکھا اور خود بھی امکانی حد تک ان پر عمل کیا ہے۔ ہمارے نزدیک "اخیت" کے مہاتِ امور یہی ہیں اور ان کی صداقت کی خاطر ہم نے آیاتِ قرآن مجید ، احادیثِ رسول اور اقوالِ بزرگان سے استشہاد کیا ہے۔ اس مختصر رسالے کی خاطر یہی کافی ہے البتہ تتمہ کے طور پر اپنے خرقۂ فتوت کی نسبت کو بیان کر دوں :

یہ رسالہ میں نے اپنے عزیز "اخی" شیخ علی حاجی (بن طوطی علی[۴۳] شاہی ختلانی مرحوم) کی خاطر

---

۴۳ اخی طوطی علی شاہ ، ختلان (موجودہ تاجیکستان ، سوویت روس) کے ایک مخیر شخص تھے۔ شاہ ہمدانؒ ان ہی کی دعوت پر ختلان چلے گئے تھے۔ ان کا (مع خاندان کے دس دوسرے افراد کے) مزار بھی وہیں ہے۔ شیخ علی اخی شاہ ہمدان کے عزیز شاگرد تھے اور ان ہی کی زیرِ تربیت رہے ہیں۔ (مترجم)

ندا اس عزیز کو سعادتِ دارین نصیب کرے اور اسے لباس الفتوت کو کما حقہٗ پہننے کی توفیق
ائے۔ میں نے لباس الفتوت کو اپنے مرشد شیخ ابوالیامن محمد بن محمد اذکانی کے ہاتھوں پہنا،
انفاس سے مسلمانوں کو تادیر مستفید رکھے، اُن کے واسطے سے میرے خرقۂ فتوت کی سند
شیخ محمد بن محمد اذکانی اسفرائینی، شیخ محمد بن جمال، شیخ نورالدین سالار، شیخ علی بن
ی، شیخ ابوالجناب نجم الدین الکبریٰ خیوقی خوارزمی، شیخ اسمٰعیل قصری، شیخ محمد بن مالکیل،
مقرا، شیخ داؤد بن محمد، شیخ ابوالعباس بن ادریس، شیخ ابوالقاسم بن رمضان، شیخ ابویعقوب
شیخ عبداللہ عمر بن عثمان، شیخ ابویعقوب نہرجوری، شیخ ابویعقوب سوسی، شیخ عبدالواحد بن
حضرت کمیل بن زیاد رحمۃ اللہ علیہم[۲] حضرت کمیل بن زیاد نے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ سے خرقہ
پایا تھا اور حیدر کرار نے اسے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لیا تھا۔ نعت شریف

خواجۂ دنیا و دین، گنجِ وفا — صدر و بدر ہر دو عالم مصطفیٰؐ
آفتابِ شرع و دریائے یقین — نورِ عالم، رحمۃ للعالمینؐ
جانِ پاکان خاکِ جانِ پاکِ او — جان رہا کن، آفریں بر خاکِ او
خواجۂ کونین و سلطانِ ہمہ — آفتابِ جان و ایمانِ ہمہ

ان کا وصال ۷۷۸ یا ۷۷۹ھ میں ہوا ہے۔
۱ اس خرقۂ فتوت اور متعلقہ بحثوں کے بارے میں ملاحظہ ہو: نفحات الانس من حضرات القدس (جامی) ص ۴۱۸-۴۱۹، روضات الجنان و جنات الجنان ج ۲، طرائق الحقائق ج ۲ ص ۸۳ اور الصلۃ بین التشیع والتصوف، الجزء الثانی ص ۱۳۲ وغیرہ۔
۲ اس رسالے میں جن صوفیہ کا ذکر آیا، ان کے کسی قدر مفصل حالات کی خاطر ملاحظہ ہو: نفحات الانس من حضرات القدس، ارزش میراثِ صوفیہ، سرچشمہ تصوف در ایران، کشف المحجوب ہجویری، مصباح الکفایہ و مفتاح الھدایہ کاشانی، روضات الجنان و جنات الجنان، طرائق الحقائق (۳ جلد، از نائب الصدر) اور الاعلام زرکلی ج ۶ وغیرہ۔

ہر دو عالم بستۂ فتراکِ اوست　　عرش و کرسی قبلہ کردہ خاکِ اوست
پیشوائے این جہان و آن جہان　　مقتدائے آشکارا و نہان
سیدیٔ از ہر چہ گویم بیش بود　　در ہمہ چیز از ہمہ در پیش بود
ہمچو شبنم آمدند از بحرِ جود　　ہر دو عالم از طفیلش در وجود
ہر دو عالم از وجودش نام یافت　　عرش نیز از نام او آرام یافت
اے زمین و آسمان، خاکِ درت　　عرش و کرسی خوشہ چینِ خرمنت
بر زبانم جز ثنائے تو مباد　　نقدِ جانم جز وفائے تو مباد
زامتِ خویشم شمر، کین یک سخن　　می نمایم، ہر چہ می خواہی بکن
تا کہ جان داریم ما، تا زندہ ایم　　بندگانت را بہ صد جان بندہ ایم
بر درِ تو کم بضاعت آمدیم　　بر امید یک شفاعت آمدیم
ہست دریائے شفاعت پیشِ تو　　آمدیم با قحطِ طاعت پیشِ تو
تا ز دریائے شفاعت یکدمے　　بر لبِ خشکم چکانی شبنمے

اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد و علیٰ آلہٖ و اصحابہ اجمعین۔ الحمد للّٰہ رب العٰلمین۔ انّ ربّی قریب مجیب[۴۷]۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ[۴۸]۔ (تمّت)

ماٰخذ جن کی مدد سے حواشی لکھے گئے ہیں:

۱۔ ارزش میراثِ صوفیہ، ڈاکٹر عبدالحسین زرین کوب، تہران ۱۳۴۴ ش۔

۲۔ الرسالۃ القشیریہ فی علم التصوف، ابو القاسم قشیری نیشاپوری مصر ۱۳۴۶ھ۔ق۔

۳۔ اسرار التوحید فی مقامات ابی سعید از محمد بن منور میہنی مصحّحہ ڈاکٹر صفا ۱۳۳۲ ش، تہران۔

۴۔ الصلۃ بین التصوف والتشیع دو جلد ڈاکٹر کامل مصطفٰے شیبی، بغداد ۶۳-۱۹۶۴ء۔

---

۴۷ قرآن مجید۔ ہود: ۶۵۔

۴۸ طٰہٰ: ۴۷ (شاہ ہمدان نے اکثر اپنی ہر کتاب/رسلے کا خاتمہ اسی آیت مبارکہ پر کیا ہے)۔

(قاموس الاعلام) خیرالدین زرکلی، مصر ۲، ۱۳۷ھ - ق -
ان وسخن سرایانِ ہمدان ج ۱ ڈاکٹر مہدی درخشان، تہران، ۱۳۴۱ ش -
ت القلوب ج ۱ از محمد تقی مجلسی، تہران ۱۳۷۸ ق -
نِ عطار نیشاپوری طبع سوم مصححہ اُستاد سعید نفیسی مرحوم، تہران ۱۳۳۹ ش -
نات الجنات وجنات الجنان دو جلد مؤلفہ حافظ کربلائی (م ۹۹۷ھ) مصححہ جعفر
ان القرآئی، تہران ۱۳۴۴ ش - دوسری جلد جو طبع ہونے والی ہے راقم الحروف کے
مطالعہ رہی ہے -
شمہٗ تصوف در ایران، سعید نفیسی ۱۳۴۴ ش - تہران -
قات الصوفیہ سلمی مصححہ نور الدین سدیبہ، مصر ۱۳۷۲ ق -
ائق الحقائق ۳ جلد از محمد معصوم علی شاہ نائب الصدر شیرازی، تصحیح از ڈاکٹر
جعفر محجوب، تہران ۱۳۳۹ - ۱۳۴۵ ش -
شف المحجوب از شیخ ابوالحسن علی ہجویری غزنوی داتا گنج بخش، تہران ۱۳۳۶ ش -
صباح الہدایہ ومفتاح الکفایہ از عزیز الدین محمود کاشانی مصححہ استاد جلال الدین ہمائی
سنا، تہران -
منطق الطیر عطار تصحیح از ڈاکٹر سید صادق گوہرین، تہران ۱۳۴۲ ش -
ہفتاد و سہ ملت (مؤلف نہ معلوم) تصحیح و مقدمہ از ڈاکٹر محمد جواد مشکور، تہران
(مترجم)
۱۳۴۱ ش -